ادارہ

نگورنو قراباخ کا قضیّہ
(آذر بائی جان اور آرمینیا کی کشمکش)

آذر بائی جان کی سرزمین پر گزشتہ پانچ سال سے کسی اعلان کے بغیر لڑی جانے والی جنگ اب اس حد تک نازک مرحلے میں داخل ہو چکی ہے کہ آذر بائی جان کے دسویں حصے پر حملہ آور آرمینیا کا قبضہ ہے۔ پندرہ ہزار آذر بائی جانی شہری مقبوضہ علاقوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور آرمینیا نئے حملوں کی تیاریاں کر رہا ہے۔ کشمکش کے اس سارے عرصے میں آذر بائی جان اور آرمینیا کے قریبی ہمسایہ مسلمان ملکوں -- ترکی اور ایران - نے آذر بائی جان سے اپنے گونا گوں تعلقات کے باوجود غیر جانبداری برقرار رکھی اور متحارب فریقین کو پُرامن طور پر معاملات سلجھانے کا مشورہ دیتے رہے، تاہم ۶ اپریل کی ارمنی میا بیوں اور آذر بائی جانی نقصانات نے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ وہ خاموش تماشائی نہ بنے رہیں۔

ایران کے صدر جناب علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے آرمینیا کو دو ٹوک لفظوں میں متنبہ کیا ہے کہ اگر آذر بائی جان پر اس کے حملے جاری رہے تو ایران کو "واضح اقدامات" کرنے ہوں گے۔[۲] ایران کی سرحدوں کے قریب لڑائی اس کے لیے سلامتی اور تحفظ کے مسائل پیدا کر رہی ہے۔ ترکی کے مرحوم صدر ترگت اوزال نے اپنے دورہ آذر بائی جان میں واضح کیا کہ اگر آرمینیا کی جارحیّت جاری رہی تو ترکی آذر بائی جان کے ساتھ دفاعی معاہدے میں منسلک ہو سکتا ہے۔ انھوں نے آذر بائی جان کی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ [۳] "آرمینیا کے رہنماؤں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ترکی کے صبر کی بھی ایک حد ہے۔ ترکی اپنی سی کوشش کرے گا کہ ان ممالک کی امداد اور تعاون غیر مؤثر ہو جائے جو آذر بائی جان کے خلاف آرمینیا کی جارحیّت کا ساتھ دے رہے ہیں۔"

"اسلامی کانفرنس کی تنظیم" کے وزرائے خارجہ کے اکیسویں اجلاس (کراچی: ۲۵ - ۲۹ اپریل ۱۹۹۳ء) میں بھی امّت مسلمہ کو درپیش مسائل کے ضمن میں آذر بائی جان کی صورت حال پر غور و فکر کیا گیا۔[۴] "کانفرنس" نے آذر بائی جان کے خلاف آرمینیا کی جارحیّت کی سختی سے مذمّت کی اور مطالبہ کیا کہ آرمینیا آذر بائی جان کے مقبوضہ علاقے فوری طور پر خالی کر دے اور آذر بائی جان کی علاقائی یک جہتی اور سالمیّت کا احترام کرے۔ کانفرنس نے آذر بائی جان کی حکومت اور عوام کے ساتھ یک جہتی کا بھرپور

اظہار کیا، نیز کانفرنس نے بین الاقوامی طور پر مصدقہ سرحدوں کے احترام اور ریاستوں کی علاقائی یک جہتی کے اصولوں کی بنیاد پر نگورنو قرا باخ قضیہ کے پُرامن اور منصفانہ حل پر زور دیا—"

مستقبل میں آذر بائی جان اور آرمینیا کے تعلقات کی کیا نوعیت ہوگی؟ مسلم دنیا اور بالخصوص ترکی اور ایران کے کیا رویے ہوں گے؟ "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" کی شریکِ غالب رشین فیڈریشن کی حکمت عملی کیا ہوگی؟ ان سوالوں پر غور و فکر کے لیے ضروری ہے کہ آذر بائی جان اور آرمینیا کی کشمکش کو تاریخی تناظر میں دیکھ لیا جائے۔

ماورائے قفقاز (ٹرانس کاکیشیا) کی نسلی کیفیت

سابق سوویت یونین کے سیاسی نظام میں نسلی قومیّت کو شناخت کی بنیاد بنایا گیا تھا اور اس حوالے سے "سوویت یونین" ہم وفاقی اکائیوں (جمہوریتوں) میں منقسم تھی۔ سوویت یونین کے اعلیٰ تر مقاصد کی خاطر بارہا ایسا ہوا کہ کسی نسلی گروہ کو سرے سے "قومیّت" تسلیم ہی نہ کیا گیا اور جب ضرورت پڑی تو اسے تسلیم کرتے ہوئے جغرافیائی حد بندیوں میں تبدیلی کر دی گئی۔

سابق سوویت یونین اپنے دور آخر میں پندرہ جمہوریتوں میں منقسم تھی مگر ان میں سے قابلِ لحاظ آبادی کی کوئی ایک جمہوریت بھی نسلاً ہم آہنگ نہ تھی۔ نسلی ہم آہنگی کی عدم موجودگی کا حل سوویت پالیسی سازوں نے یہ سوچا کہ یونین جمہوریتوں کے اندر خود مختار اکائیاں (Oblasts) اور خود مختار خطّے (Regions) تشکیل دے دیے جائیں جو اپنے طور پر خود مختار ہوں مگر اُن پر یونین جمہوریتوں کی بالادستی برقرار رہے۔ ماضی کے اِس طرزِ عمل کے تحت آج سابق سوویت یونین کی سب بڑی جمہوریت "رشین فیڈریشن" کے اندر ۱۶ آب لاسٹ (Oblasts) اور پانچ "خود مختار خطّے" ہیں۔ آذر بائی جان میں ایک "آب لاسٹ" نخچیوان اور ایک "خود مختار خطّہ" نگورنو قرا باخ ہے۔ جارجیا میں ابخازیا اور اجاریہ دو خود مختار آب لاسٹ ہیں اور جنوبی اوسشیا "خود مختار خطّہ" ہے۔ ازبکستان میں کارکالپک آب ہے اور تاجکستان میں گورنو بدخشاں کا خود مختار خطّہ ہے۔

یوں تو سابق سوویت یونین کی ہر نوآزاد ریاست میں نسلی مسئلہ موجود ہے مگر یہ مسئلہ ماورائے قفقاز کی تین ریاستوں — آذر بائی جان، آرمینیا اور جارجیا — میں بے پناہ جانی اور مالی نقصانات کا باعث بنا ہے۔ یہ ریاستیں مشرق میں بحیرہ قزوین اور مغرب میں بحیرہ اسود کے درمیان واقع ہیں۔ شمال میں قفقاز کا بلند سلسلہ کوہ انہیں رشین فیڈریشن سے جدا کرتا ہے اور جنوب میں نسبتاً کم بلند کوہستانی سلسلہ انہیں ترکی اور ایران سے الگ کرتا ہے۔

جارجیا کی مرکزی حکومت کے خلاف ابخازیا صف آرا ہے[۵] اور نگورنو قرا باخ کے خود مختار خطّے پر

آذر بائی جان اور آرمینیا برسرپیکار چلے آرہے ہیں۔ نگور نوقراباخ اور اس کی تاریخی وسیاسی حیثیت پر گفتگو کرنے سے پہلے ماورائے قفقاز کی ان ریاستوں کی آبادی اور رقبے پر ایک نظر ڈال لینا مفید رہے گا۔

ماورائے قفقاز کی ریاستوں کا رقبہ اور آبادی

نمبر شمار	ریاست	رقبہ	آبادی	غالب قومیت
۱	آذر بائی جان	۸۶,۶۰۰ مربع کلومیٹر	۷۱,۳۷,۰۰۰	۷۸ فیصد آذر بائی جانی
۲	آرمینیا	۲۹,۸۰۰ مربع کلومیٹر	۳۳,۷۶,۰۰۰	۸۸ فیصد ارمنی
۳	جارجیا	۶۹,۷۰۰ مربع کلومیٹر	۵۴,۶۴,۰۰۰	۶۶ فیصد جارجین

آبادی کے لحاظ سے آرمینیا، نہ صرف ماورائے قفقاز کی باقی دو ریاستوں سے نسلاً زیادہ ہم آہنگ ہے بلکہ سابق سوویت یونین اور موجودہ "دولتِ مشترکہ" کی تمام ریاستوں میں اس لحاظ سے سرِ فہرست ہے۔ تاہم "دولتِ مشترکہ" کی کل ارمنی آبادی کا صرف ۵۶ فیصد آرمینیا میں ہے۔ ارمنی آبادی آذر بائی جان اور جارجیا میں کل آبادی کا بالترتیب آٹھ اور دس فیصد ہے۔ آذر بائی جان میں نگور نوقراباخ (رقبہ ۴۴۰۰ مربع کلومیٹر) کے خود مختار خطّے کی ۱,۸۸,۰۰۰ افراد پر مشتمل آبادی کا اسی فیصد ارمنی النسل ہے جو زبان اور ثقافت کے اعتبار سے آرمینیا کے قریب تر ہے۔ آذر بائی جان کے بڑے شہروں مثلاً باکو میں بھی ارمنی آبادی ہے جو نسبتاً زیادہ خوش حال ہے۔

جہاں ایک طرف جارجیا اور آذر بائی جان میں ارمنی آبادی موجود ہے، وہیں آرمینیا میں آذر بائی جانی اور جارجین نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ آرمینیا میں آبادی کا تقریباً ساڑھے پانچ فیصد آذر بائی جانی ہے۔ آذر بائی جان اور آرمینیا کے درمیان ایک دوسرا دلچسپ تعلق یہ ہے کہ آذر بائی جان اور نخچیوان کے درمیان آرمینیا کا علاقہ ہے اور ان کو ملانے والی ریلوے لائن آرمینیا سے گزرتی ہے۔

آذر بائی جانی اور ارمنی قومیتوں کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ قومیتیں صرف آذر بائی جان اور آرمینیا یا "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" تک محدود نہیں ہیں۔ آذر بائی جانی اور ارمنی قومیّت پرست حلقے اپنی ریاستوں سے باہر بھی ہم قوموں کی طرف دیکھتے رہے ہیں اور اکثر انہیں باہر سے حوصلہ افزا جواب ملا ہے۔ سابق سوویت آذر بائی جانی اور ایران کی آذر بائی جانی آبادیوں کے درمیان ماضی میں اشتراکِ نسل کی بنیاد پر باہم احساسِ یک جہتی موجود تھا مگر اس وقت یہ اتنا Assertive نہیں ہے۔ اس کے برعکس آرمینیا کے قوم پرستوں کو "عظیم تر آرمینیا" کی تشکیل کے خواب میں باہر سے تائید حاصل ہوتی رہی ہے۔ ارمنی آبادی ترکی اور ایران کے علاوہ امریکہ اور فرانس میں بھی ہے اور ان ممالک کی

تجارتی ومعاشی نیز علمی زندگی میں اثرورسوخ کی مالک ہے۔ ترکی میں ارمنی آبادی تقریباً ساٹھ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور اس کی غالب اکثریت یعنی پچاس ہزار استنبول اور اس کے گرد و نواح میں آباد ہے۔ ایران میں کوئی اڑھائی لاکھ ارمنی باشندے ہیں جو بڑے شہروں بالخصوص تبریز، تہران اور اصفہان میں آباد ہیں۔ بلغاریہ میں بھی کچھ ارمنی آبادی موجود ہے۔

ارمنی آبادی میں "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" کی کسی بھی قومیت سے زیادہ قومیت پرستی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ ترکی کے مشرقی اضلاع کو وہ "تاریخی آرمینیا" کا حصہ قرار دیتے ہیں اور ۱۹۱۵ء کی نسل کشی[6] کے حوالے سے ترکوں کے خلاف نفرت کے جذبات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ماورائے قفقاز میں ان کے ہمسایہ آذر بائی جانی بھی اسی حوالے سے اُن کے لیے قابل قبول نہیں ہیں۔ آرمینیا سے باہر ارمنی دہشت گرد تنظیمیں ترکی کے مفادات کو نقصان پہنچانے کے لیے کوشاں رہی ہیں۔ بیروت (لبنان) سے کارروائیاں کرنے والے ایک گروپ Armenian Secret Army for Liberation of Armenia نے ترکی سفارت کاروں پر حملے کرنے کی بارہا ذمہ داری قبول کی ہے۔

آرمینیا کے قومیت پرستوں نے غیر ارمنی آبادی کے باوجود آرمینیا میں شہروں، قصبوں، جھیلوں اور عوامی جگہوں کے نام بدل کر ارمنی رکھے اور بحیرہ اسود سے بحیرہ قزوین تک "عظیم تر آرمینیا" کی تشکیل کے ارادے باندھتے رہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ان کی طرف سے ایسے نقشے تقسیم ہوتے رہے ہیں جن میں پورے قفقاز کو بطور ارمنی علاقہ دکھایا گیا ہے۔

نگورنو قراباخ کی ارمنی آبادی

آرمینیا اور آذر بائی جان دونوں انیسویں صدی میں زار شاہی کا حصہ بنے۔ اس سے پہلے قراباخ آذر بائی جان کی نیم خود مختار ریاست کا حصہ تھا۔ زار شاہی کے ذمہ داروں نے ۱۸۱۱ء میں ایک دستاویز تیار کی تھی جس کے مطابق قراباخ میں ساڑھے نو ہزار مسلم خاندان آباد تھے جو زیادہ تر آذری النسل تھے۔ ارمنی خاندانوں کی تعداد صرف اڑھائی ہزار تھی۔

زار شاہی نے "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے پورے علاقے میں مسیحی آبادی کے مضبوط "گڑھ" بنانے کی پالیسی اپنائے رکھی تاکہ مسلمانوں کے سر اٹھانے کی صورت میں مسیحی آبادی وفادار رہے اور اس کے ذریعے آزادی پسند لوگوں پر قابو پالیا جائے۔ ۱۸۲۸ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیانی عرصے میں چالیس ہزار ایرانی اور اسی ہزار ترک ارمنی آبادی کو لاکر یہاں آباد کیا گیا۔ ان نو آباد کاروں کی بڑی تعداد نے "قراباخ" کے علاقے میں سکونت اختیار کی، مقامی آبادی سے زمینیں

خریدی گئیں اور کروڑوں روبل خرچ کر کے نوآباد کاروں کو مقامی آبادی میں عددی مقام دلایا گیا۔

۱۹۱۱ء میں ایک روسی مؤرخ این - کاروف نے لکھا کہ [۷] "ماورائے قفقاز میں جو تیرہ لاکھ ارمنی آبادی ہے۔ اس میں سے دس لاکھ کو یہاں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں کو باہر سے لا کر ہم نے یہاں بسایا ہے۔"

آبادی کے طبعی اضافے اور نقلِ مکانی کے ذریعے قراباخ میں ارمنی آبادی بتدریج بڑھتی رہی اور جب ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد آذر بائی جان، جارجیا اور آرمینیا کی تنظیم نو ہوئی تو آرمینیا کی خواہش تھی کہ نگور نو قراباخ اُس کے ساتھ شامل ہو۔ آذر بائی جانی اور ارمنی آبادیوں کے درمیان اس عرصے میں بھی شدید ٹکراؤ ہوتا رہا۔ ۱۹۱۸ء میں اس قدر شدید فسادات ہوئے کہ چشم دید گواہوں کے بیانات کے مطابق دونوں فریقوں کے ہزاروں افراد مارے گئے اور قابلِ لحاظ مالی نقصانات ہوئے۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد جب "انقلابیوں" کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا اور خانہ جنگی کا دور شروع ہوا تو قفقاز اس خانہ جنگی کی لپیٹ میں آگیا۔ اس خطے میں ارمنی آبادی بالشویک گروہ میں نسبتاً زیادہ تھی اور باکو کے معروف "۲۶ کمیساروں [۸]" میں آذر بائی جانی اقلیت میں تھے۔ اس پس منظر میں جب بالشویک کامیاب رہے تو ارمنی دعوے کے مطابق یہ بات تسلیم کر لی گئی تھی کہ قراباخ نئی بننے والی سوویت ارمنی جمہوریہ میں شامل کر دیا جائے گا مگر بعد میں یہ فیصلہ بدل دیا گیا۔ (۵ جولائی ۱۹۲۱ء)

نگور نو قراباخ کو آذر بائی جان میں کیوں شامل کیا گیا؟

حالیہ ارمنی نقطۂ نظر کے مطابق فیصلے میں یہ تبدیلی بالشویک اور ترک قیادت کے درمیان خفیہ معاہدے کا نتیجہ تھی مگر اس "معاہدے" کا کوئی دستاویزی ثبوت مہیا نہیں کیا جاتا، محض زبانی روایات کو "تاریخ" کے غیر جانبدارانہ فیصلے کی حیثیت دینا کسی طور پر درست نہیں۔ سابق سوویت یونین یا ترکی کی دستاویزات، اگر کوئی اس نوعیت کی ہیں تو ان تک اہلِ تحقیق کی رسائی نہیں ہے۔ اس مبیّنہ "معاہدے" میں جوزف اسٹالن کا نام لیا جاتا ہے اور ارمنی نقطۂ نظر ہے کہ ابتداءً اسٹالن نے بالشوزم کے حق میں ارمنی تائید حاصل کرنے کے لیے ان سے وعدہ کیا کہ نگور نو قراباخ آرمینیا کی حدود میں شامل ہو گا مگر جب اسٹالن اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا تو اس نے مصطفیٰ کمال اتاترک اور مسلمان دنیا کو خوش رکھنے کے لیے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ اس دلیل میں بھی چنداں وزن نہیں کیوں کہ ۱۹۲۱ء میں اسٹالن ملک کے داخلی معاملات اور نسلی تعلقات کا ذمہ دار تھا اور خارجہ معاملات اس کے دائرہ اختیار میں نہ تھے۔ اسٹالن کی سخت گیریوں اور ظلم و ستم کے حوالے سے اس کے بارے میں جو تاثر پایا جاتا ہے،

اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے نگور نو قراباخ کی آذر بائی جان میں شمولیت اسٹالن کے کھاتے میں ڈال دی گئی ہے۔ اگر مصطفیٰ کمال اتاترک کی دل دہی کے لیے کوئی فیصلہ ہوا تھا (یہ بھی قیاسا کہا جا رہا ہے۔) تو اس کا ذمہ دار خود لینن ہوگا جو اتاترک کے لیے اچھے جذبات رکھتا تھا اور ترکی کے مستقبل کے بارے میں پُر امید تھا۔

آذر بائی جانی نقطۂ نظر بہت واضح ہے کہ جب نگور نو قراباخ کو آذر بائی جان میں شامل کیا گیا تو اس کے پیچھے بالشویک حقیقت پسندی کام کر رہی تھی کیوں کہ یہ خطہ کبھی بھی چند مستثنیات کے سوا ارمنی حلقۂ اقتدار میں شامل نہیں رہا تھا۔

حالیہ تنازعہ پر ایک طائرانہ نظر

میخائیل گورباچوف کے سیاسی افق پر ابھرنے کے ساتھ سابق سوویت یونین کے سیاسی اور معاشی نظام میں ان تبدیلیوں کا آغاز ہوا جن کی ضرورت بہت عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی۔ گورباچوف نے "گلاس ناسٹ" اور "پرسٹرائیکا" کے تحت اقدامات کیے مگر سابق سوویت یونین میں قومیّت پرستی کے جذبات اتنی شدّت اختیار کر چکے تھے کہ "یونین" خطرے میں نظر آنے لگی۔ ابتداءً بحیرہ بالٹک کی چھوٹی ریاستوں نے آزادی کا مطالبہ کیا اور گورباچوف مغربی دنیا کو خوش رکھنے کی خاطر کوئی ایسا اقدام نہ کر سکے جس سے جمہوریت اور حقِ خود اختیاری کی تحریک کمزور ہو جاتی۔ اس عرصے میں یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اُن ریاستوں میں مقامی رہنما زیادہ جرأت اور بے باکی کے ساتھ اپنا موقف پیش کرتے تھے جہاں کسی نہ کسی حد تک عوام قیادت کو اوپر لانے میں دخیل رہے تھے۔ اس لحاظ سے سابق سوویت یونین کی یورپی ریاستوں کی قیادت بالخصوص اپنے عوام کی نمائندہ تھی جب کہ وسطی ایشیا کی مسلم قیادت اپنے عوام کے بجائے ماسکو کے حکمرانوں کی پالیسی اپناتے رہی۔

اس پس منظر میں آرمینیا اور آذر بائی جان کی قیادت کے روّیے ایک دوسرے کی ضد تھے۔ ارمنی قیادت نے اپنے "قومیّت پرستانہ" جذبات کا زیادہ کھل کر اظہار کیا اور ارمنی دانش وروں نے نگور نو قراباخ کو آرمینیا کا حصہ بنانے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبے کے پیچھے ارمنی قومیّت پرست دانش وروں کی یہ سوچ بھی کام کر رہی تھی کہ

—— محقّق اگان بیگ یان، پروفیسر شاخ نذرف اور ستارین جیسے ارمنی دانش ور جو گورباچوف کے قریب ہیں، اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی قیادت اور یونین کی سپریم سوویت سے اپنے حق میں فیصلہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

—— سابق سوویت یونین کے ذرائع ابلاغ میں ارمنی اثر و رسوخ کے تحت مقامی اور قومی سطح پر آرمینیا کا

نقطۂ نظر باسانی پیش کیا جا سکے گا اور سوویت یونین سے باہر ارمنی لابی مغربی ذرائع ابلاغ کے توسط سے اتنا پروپیگنڈا کرے گی کہ گورباچوف مغربی دباؤ تسلیم کرلیں گے۔

۱۹۸۵ء اور اس کے معاً بعد ماسکو اور یریوان سے ایسی مطبوعات اور مقالات سامنے آنے لگے جو سابق سوویت یونین کی روایات کے قطعاً منافی تھے۔ یونین میں شامل ایک ریاست دوسری ریاست کے علاقے پر اپنا حق جتا رہی تھی۔ سابق سوویت یونین سے باہر جا کر ارمنی دانش ور یہی بات زیادہ زور سے کہہ رہے تھے۔ ۱۹۸۷ء میں محقق اگان بیگ یان نے پیرس کی ایک دعوت میں کہا کہ "ایک ماہرِ معاشیات کی حیثیت سے میرا خیال ہے کہ نگورنو قراباخ کو آرمینیا کا حصہ ہونا چاہیے نہ کہ آذر بائی جان کا۔" ان کے اعزاز میں اس دعوت کا اہتمام "آرمینیا انسٹی ٹیوٹ آف فرانس" اور "ایسوسی ایشن آف آرمینیا" نے کیا تھا۔

مقامی اور قومی سطح پر مہم کے ساتھ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعے یہ بات عام کی گئی کہ
—— نگورنو قراباخ آرمینیا کا حصّہ ہے جسے اسٹالن نے اپنے مقاصد کے تحت آذر بائی جان کے زیرِ انتظام دے دیا تھا۔
—— نگورنو قراباخ کی اکثریتی ارمنی آبادی کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرے۔

۱۹۸۸ء کے آغاز میں نگورنو قراباخ میں یہ مطالبہ شروع ہوا کہ اس "خود مختار خطّے" کو آذر بائی جان سے نکال کر آرمینیا کا حصّہ بنایا جائے۔ ۲۰ سے ۲۶ فروری تک آرمینیا کے دارالحکومت یریوان میں ہزاروں ارمنی باشندوں نے پرسٹرائیکا اور گلاس ناسٹ کے نام پر مظاہرے کرتے ہوئے نگورنو قراباخ کی ارمنی آبادی کے مطالبے کی تائید کی۔ رپورٹ کے مطابق ایک موقع پر یریوان کے ایک مظاہرے میں دس لاکھ افراد شریک تھے۔ یہ مظاہرے ایک گروپ "قراباخ کمیٹی" نے منظّم کیے تھے۔ آرمینیا میں آذر بائی جان کے خلاف بڑھتے ہوئے تعصّب اور نفرت نے مقامی آذر بائی جانی آبادی کو نقلِ مکانی پر مجبور کر دیا اور وہ آذر بائی جان کی جانب ہجرت کرنے لگی۔

گورباچوف نے مغربی دنیا کی ناراضگی سے بچنے کے لیے غیر معمولی رواداری سے کام لیا اور مظاہروں میں کوئی مداخلت نہ کی۔ ہفتہ بھر مظاہرے کرنے کے بعد ارمنی نمائندوں نے گورباچوف کے ساتھ مذاکرات کیے۔ ان مذاکرات میں کیا طے پایا تھا؟ یہ تو دنیا کو معلوم نہ ہوسکا البتہ ارمنی نمائندوں نے اپنے حامیوں کو خاموش رہنے کی تلقین کی اور بظاہر یہ نقطۂ نظر اختیار کیا کہ ایک ماہ میں کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی قیادت مسئلے کا حل تلاش کرلے گی۔

اُسی روز جب ارمنی قائدین کی اپیل شائع ہوئی، باکو ریڈیو نے ایک نشریے میں بتایا کہ دو آذر بائی جانی آرمینیا میں ہلاک ہوگئے ہیں۔ آذر بائی جانی لوگوں کے ساتھ آرمینیا میں زیادتیوں کی افواہیں تو

پہلے سے موجود تھیں چنانچہ ۲۷ فروری ۱۹۸۸ء کو صنعتی قصبے "سم گیٹ" میں ارمنی مخالف فسادات شروع ہو گئے۔ تین دن میں ۳۲ افراد ہلاک ہوئے جن میں مبیّنہ طور پر ۲۶ ارمنی باشندے تھے۔ حالات خراب ہو گئے مگر آرمینیا کے ذرائع ابلاغ نے ان فسادات کو اپنے حق میں استعمال کرنے کے لیے زبردست پروپیگنڈا کیا اور ۱۸ مارچ کو نگور نو قراباخ کی مقامی کمیونسٹ پارٹی نے، جس میں اکثریت ارمنی تھی، نگور نو قراباخ کو آرمینیا میں شامل کرنے کی قرارداد منظور کرلی۔ مگر دستوری طور پر کسی مقامی پارٹی کا کوئی فیصلہ اس وقت تک نافذ العمل نہیں ہوتا جب تک متعلقہ جمہوریہ کی پارٹی اس سے اتفاق نہ کرے۔ اس صورت میں باکو میں کمیونسٹ پارٹی کو اختیار حاصل تھا کہ نگور نو قراباخ کمیونسٹ پارٹی کے فیصلے کی تائید یا تردید کرے۔ باکو میں پارٹی نے، جس میں آذر بائی جانی آبادی کو غلبہ حاصل تھا، نگور نو قراباخ پارٹی کا فیصلہ مسترد کر دیا۔

مارچ سے مئی تک مظاہرے، ہڑتالیں اور احتجاجی بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ ماسکو نے حالات پر قابو پانے کے لیے سخت اقدامات کیے۔ آذر بائی جان اور آرمینیا کی کمیونسٹ پارٹیوں کے سیکرٹریوں کو نااہلی کے الزام میں الگ کر دیا گیا، گرفتاریاں عمل میں آئیں مگر صورتِ حال جوں کی توں رہی، حتیٰ کہ باکو میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ ۱۲ جون کو ماسکو سے فوجی دستے بھیج دیے گئے۔ آرمینیا کی سپریم سوویت نے نگور نو قراباخ کو آرمینیا میں شامل کرنے کے حق میں ووٹ دیا جسے دو روز بعد آذر بائی جان کی سپریم سوویت نے مسترد کر دیا۔

۲۸ جون کو سوویت کمیونسٹ پارٹی کانگرس سے، جو پارٹی کا اعلیٰ ترین ادارہ تھا، خطاب کرتے ہوئے گورباچوف نے واضح کیا کہ سوویت جمہوریتوں کے درمیان کوئی غیر معمولی سرحدی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس بیان نے ارمنی قومیّت پرستوں کو ازحد مایوس کیا۔ ۸ جولائی کو انہوں نے یریوان ایرپورٹ پر قبضہ کر لیا اور انہیں ہٹانے کے لیے فوجی دستے طلب کیے گئے۔

۱۸ جولائی کو آل یونین سپریم سوویٹ (ماسکو) نے فیصلہ دیا کہ نگور نو قراباخ حسب سابق آذر بائی جان کے زیر انتظام رہے گا، البتہ بدانتظامی اور معاشی بدحالی وغیرہ سے متعلق مقامی آبادی کی شکایات کا ازالہ کیا جائے گا۔ خود مختار خطّے کی فلاح و بہبود کے لیے قابلِ لحاظ امداد کا وعدہ کیا گیا۔

ماسکو کے یہ سارے اقدامات بے کار گئے اور ارمنی جذبات بھڑکتے ہی چلے گئے۔ ۱۹ ستمبر کو نگور نو قراباخ میں آذر بائی جانی - ارمنی لڑائی شروع ہو گئی اور یہ وقتی طور پر اس وقت رکی جب دسمبر ۱۹۸۸ء میں شمالی آرمینیا میں زلزلے نے تباہی مچا دی تھی۔ (رپورٹ کے مطابق ۲۵ ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے۔)

زلزلے کے اثرات ابھی پورے طور پر ختم نہیں ہوئے تھے اور امدادی کام جاری تھا کہ اختلافات

بھڑک اٹھے۔ "قراباخ کمیٹی" کے بعض ارکان امدادی کام میں رکاوٹ ڈالنے کے الزام میں گرفتار کر لیے گئے (جو مسلسل مظاہروں کے بعد مئی ۱۹۸۹ء میں رہا کیے گئے۔) تاہم نگور نوقراباخ کے انتظام کے لیے ایک "خصوصی انتظامی کمیٹی" قائم کر دی گئی جو سابق سوویت یونین کی وزراء کونسل کے سامنے جواب دہ تھی۔

۱۹۸۹ء میں آذر بائی جان -آرمینیا بے چینی جاری رہی۔ "خصوصی انتظامی کمیٹی" کی تشکیل کے باوجود معاملات نہ سلجھ سکے اور نومبر ۱۹۸۹ء میں اسے توڑ کر نگور نوقراباخ کا انتظام حسب سابق آذر بائی جان کے حوالے کر دیا گیا۔ اس پر آرمینیا کی سُپریم سوویت نے نگور نوقراباخ کو "متحدہ ارمنی جمہوریہ" کا حصہ قرار دے دیا۔ (یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

آذر بائی جان کی داخلی صورتِ حال

آذر بائی جان میں کمیونسٹ قیادت جس طرح معاملات سلجھانے کی کوشش کر رہی تھی، اس سے عام آبادی کو اطمینانِ خاطر نہ تھا۔ کمیونسٹ پارٹی کے بالمقابل قومیت پرستانہ افکار پر مبنی تنظیمیں وجود میں آنے لگیں، ان میں سب سے اہم تنظیم "پاپولر فرنٹ آف آذر بائی جان" تھی جو وسط ۱۹۸۹ء میں وجود میں آئی۔ ستمبر ۱۹۸۹ء کے آغاز میں اس نے قومی ہڑتال منظم کی اور مطالبہ کیا کہ آذر بائی جان کی حاکمیت، نگور نوقراباخ کی صورتِ حال، سیاسی قیدیوں کی رہائی اور خود "پاپولر فرنٹ" کو تسلیم کیے جانے جیسے مسائل پر غور و فکر کیا جائے۔ فرنٹ کی مقبولیت اور کامیاب ہڑتال کو دیکھتے ہوئے آذر بائی جان کی سپریم سوویت نے فرنٹ کے چند مطالبات تسلیم کر لیے اور فرنٹ کا وجود سرکاری طور پر تسلیم کر لیا۔ آذر بائی جان کی سیاسی اور اقتصادی خودمختاری پر قوانین کا مسوّدہ جاری کر دیا گیا اور ۲۳ ستمبر ۱۹۸۹ء کو سپریم سوویت نے "آذر بائی جان کی حاکمیت سے متعلق دستور" منظور کیا جو حقیقتاً کامل حاکمیت کا اظہار تھا۔ آرمینیا کے ساتھ تنازعے میں کوئی کمی نہ آئی اور باکو - یریوان ریلوے پر آمدورفت معطل رہی۔

نومبر ۱۹۸۹ء میں جب نگور نوقراباخ کی "خصوصی انتظامی کمیٹی" توڑ دی گئی تو معاملات خراب تر ہو گئے۔ جنوری ۱۹۹۰ء میں آذر بائی جان میں شدید ہنگامے ہوئے اور آذر بائی جان میں سوویت اقتدار خطرے میں پڑ گیا۔ روس اور ایران کی سرحد پر قائم چوکیوں پر حملے کیے گئے، نخچیوان میں کمیونسٹ پارٹی کے دفاتر پر قبضہ کر لیا گیا اور سوویت یونین سے علیحدگی کا اعلان کر دیا گیا۔ ارمنی آبادی کے خلاف بھی از سرِ نو تشدّد شروع ہو گیا اور باکو میں کوئی ۶۰ ارمنی قتل ہو گئے۔ باقی غیر آذر بائی جانی آبادی کو تیزی سے محفوظ مقامات پر منتقل کیا گیا۔

باکو میں "پاپولر فرنٹ" کو ایک حد تک کنٹرول حاصل تھا اور کمیونسٹ انتظامیہ ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ ۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء کو ہنگامی حالات کا اعلان کرتے ہوئے سوویت فوجی دستے باکو میں بھیج دیے گئے جنہوں نے ٹینکوں اور بھاری اسلحے کے ساتھ "پاپولر فرنٹ" کی مزاحمت پر قابو پالیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سوویت مداخلت کے نتیجے میں ۱۲۴ افراد مارے گئے۔ غیر سرکاری ذرائع کے مطابق مقتولین کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ حالات پر قابو نہ پاسکنے کے الزام میں مقامی کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری اوّل عبدالوزیروف کو برطرف کر دیا گیا اور ایاز مطالیبوف کو پارٹی کا سیکرٹری اوّل نامزد کیا گیا۔ جنوری کے اواخر میں امن و امان بحال ہوا۔

یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب بالٹک ریاستوں میں آزادی کی تحریک جاری تھی اور گورباچوف اسے کچلنے کے لیے طاقت کے استعمال سے گریز کر رہے تھے۔ آذر بائی جان کی طرف سے آزادی کا مطالبہ اور اس سمت میں پیش رفت شاید گورباچوف کے لیے بالٹک ریاستوں کے طرزِ عمل کی نسبت کہیں زیادہ بڑا چیلنج تھا۔ سوویت یونین کی تیل کی صنعت کا انحصار باکو کی Glavnebtemesh فیکٹری پر تھا جو اس صنعت میں استعمال ہونے والی مشینری (اور فاضل پرزوں) کی ۷۰ فیصد پیداوار کی ذمہ دار تھی۔ اس کے علاوہ آذر بائی جان کے کارخانوں سے اعلیٰ درجے کا پٹرولیم حاصل ہوتا تھا۔

آذر بائی جان اور آرمینیا میں انتخابی عمل

آذر بائی جان اور آرمینیا میں سیاسی بے چینی کے باعث ہر دو جمہوریتوں کی سپریم سوویت کے انتخابات بروقت نہ ہوسکے۔ (زیادہ تر جمہوریتوں میں انتخابات فروری ۱۹۹۰ء میں ہوئے تھے۔) آرمینیا میں یہ انتخابات مئی - جون ۱۹۹۰ء میں ہوئے اور کوئی پارٹی بحیثیت مجموعی اکثریت حاصل نہ کر سکی، تاہم خلافِ قانون "قراباخ کمیٹی" کی جانشین "ارمنی تحریک برائے اتحاد قومی" (Armenian Pan-National Movement) نے ۳۵ فیصد نشستوں پر کامیابی حاصل کر لی اور کمیونسٹ پارٹی ہار گئی۔

۲۳ اگست ۱۹۹۰ء کو آرمینیا کی نو منتخب سپریم سوویت نے "حاکمیت" کا اعلان کر دیا۔ جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ ۱۹۱۵ء میں ترکوں کے ہاتھوں ارمنی قتلِ عام کو "نسل کشی" کی کوشش مانا جائے نیز آرمینیا کو اپنی الگ فوج تشکیل دینے کا حق حاصل ہے۔

آذر بائی جان میں سپریم سوویت کے انتخابات کا پہلا دور ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کو ہوا۔ اکتوبر میں باقی دور ہوئے۔ ان انتخابات میں آرمینیا کی صورتِ حال کے برعکس کمیونسٹ پارٹی کو بحیثیت مجموعی کامیابی حاصل ہوئی اور جمہوری قوتیں شکست کھا گئیں۔ (اگرچہ جمہوری قوتوں نے حکمران جماعت پر انتخابات

میں دھاندلی کے الزامات لگائے۔) انتخابات میں کمیونسٹ پارٹی کی جیت کا ایک سبب یہ بتایا گیا تھا کہ پارٹی نے نگور نوقراباخ کے مسئلے پر سخت اور مضبوط نقطۂ نظر اختیار کیا تھا نیز عوام سوویت یونین کے ساتھ براہ راست ٹکراؤ سے بچنا چاہتے تھے۔

۱۹۹۰ء کے آخر اور ۱۹۹۱ء کے آغاز میں سوویت یونین کا نیا معاہدہ "Treaty of Union" زیر بحث تھا۔ ماورائے قفقاز کی دو ریاستوں -- آرمینیا اور جارجیا -- نے اس میں کوئی دلچسپی نہ لی اور ۱۷ مارچ ۱۹۹۱ء کو یونین قائم رکھنے یا نہ رکھنے کے ریفرنڈم کا بائیکاٹ کیا۔ اس کے برعکس آذر بائی جان ان نو ریاستوں میں شامل تھی جن میں ریفرنڈم ہوا۔ آذر بائی جان میں ۹۳٫۳ فیصد ووٹروں نے یونین قائم رکھنے کے حق میں ووٹ دیا، البتہ نخچیوان میں صرف ۲۰ فیصد ووٹروں نے تائید کی۔

۲۰ اگست ۱۹۹۱ء کو نئے "یونین معاہدے" پر ان جمہوریتوں کے نمائندوں کو دستخط کرنے تھے جن میں ریفرنڈم منعقد ہوا تھا اور اس طرح "سوویت یونین" کی جگہ ایک نئی "یونین" وجود میں آنی تھی مگر اس سے پہلے کہ ان جمہوریتوں کے نمائندے اکھٹے ہو کر دستخط کرتے۔ ۱۹ اگست کو کمیونسٹوں نے بغاوت کرتے ہوئے ماسکو میں اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ گورباچوف کریمیا میں تعطیلات گزار رہے تھے۔ نئی انتظامیہ کی مخالفت میں رشین فیڈریشن کی قیادت پیش پیش تھی۔ بغاوت ناکام ہو گئی اور ۲۱ اگست کو گورباچوف کا اقتدار بحال ہو گیا۔

اگست ۱۹۹۱ء کی ناکام بغاوت نے سابق سوویت یونین کی "جمہوریتوں" میں آزادی کی جانب پیش رفت کو تیز تر کر دیا۔ آذر بائی جان میں مظاہرے ہوئے جن میں ایاز مطالیبوف سے مستعفی ہونے، آذر بائی جان کی آزادی کا اعلان کرنے اور جنوری ۱۹۹۰ء سے نافذ شدہ ہنگامی حالت ختم کرنے کے مطالبے کیے گئے۔ مطالیبوف نے حزب اختلاف کے مطالبات مانتے ہوئے ہنگامی حالت ختم کی، کمیونسٹ پارٹی آف آذر بائی جان کے سیکرٹری اوّل کے عہدے سے استعفاء دیا اور ۳۰ اگست کو آذر بائی جان کی سپریم سوویت نے جمہوریہ کی آزاد حیثیت بحال کرنے کے حق میں ووٹ دیا۔

"پاپولر فرنٹ آف آذر بائی جان" کے احتجاج کے باوجود صدارتی انتخابات ہوئے اور مطالیبوف بلامقابلہ صدر منتخب ہو گیے اور ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو آذر بائی جان کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔

آذر بائی جان کے ساتھ آرمینیا بھی آزادی کی راہ پر گامزن رہا۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۱ء کو آزادی کے سوال پر ریفرنڈم کا اہتمام کیا گیا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۹۴٫۴ فیصد ووٹروں نے ریفرنڈم میں حصہ لیا اور استعمال کیے گئے ووٹوں میں سے ۹۹٫۳ فیصد سوویت یونین سے کامل علیحدگی اور آرمینیا کی آزادی کے حق میں آئے۔ چنانچہ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۱ء کو آرمینیا کی سپریم سوویت نے باقاعدہ اعلانِ آزادی جاری کیا۔ اعلانِ آزادی کے بعد ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو صدارتی انتخاب ہوا۔ آذر بائی جان کے برعکس آرمینیا

کے صدارتی انتخاب میں جمہوری روّیے زیادہ نمایاں تھے۔ چھ امیدواروں میں سے ٹرپٹروسیان کامیاب قرار پائے۔

آذر بائی جان اور آرمینیا کی اندرونی سیاسی پیش رفت کے ساتھ دونوں جمہوریتوں / ریاستوں کی قیادت رشین فیڈریشن کے روّیوں پر نظر رکھے رہی ہے۔ آرمینیا کی قیادت سوویت یونین کو مورد الزام ٹھہراتی رہی کہ وہ نگورنو قراباخ کے مسئلے پر آذر بائی جان کی بے جا حمایت کرتی ہے مگر بعض معاملات میں اسے خوش کرنے کے لیے بھی کوشاں رہی۔ اس قیادت نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو "اقتصادی برادری کے معاہدے" پر دستخط کر دیے۔ اس کے برعکس جمہوریہ آذر بائی جان، کمیونسٹ پارٹی کے حوالے سے سوویت یونین کے ساتھ اچھے روابط کے باوجود ہر بات میں تائید کرنے کو تیار نہ تھی کیوں کہ داخلی طور پر برسرِ اقتدار قیادت کو اپنے نامقبول ہو جانے کا خطرہ درپیش تھا۔ آذر بائی جان نے "اقتصادی برادری کے معاہدے" پر دستخط نہ کیے۔

اس "اختلاف و اتفاق" کے باوجود جب "معاہدہ منسک" (۸ دسمبر ۱۹۹۱ء) کے ذریعے "سوویت یونین" کی بانی ریاستوں (رشین فیڈریشن، بیلارُس اور یوکرین) نے اس کے باقاعدہ خاتمے کا اعلان کیا اور اس کی جانشین "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" کی تشکیل کا اعلان کیا تو آذر بائی جان اور آرمینیا کے روّیے میں باہم کوئی فرق نہ تھا۔ دونوں ریاستوں نے "الماتا اعلان" (۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء) پر دستخط کر دیے۔

"آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" اور باہمی تنازعات

"معاہدہ منسک" کی دفعہ - ۵ میں کہا گیا ہے کہ "معاہدہ کرنے والے اعلیٰ فریق یعنی رشین فیڈریشن، بیلارُس اور یوکرین، دولت مشترکہ کے اندر ایک دوسرے کی موجودہ سرحدوں کی حرمت اور جغرافیائی یک جہتی کو تسلیم کرتے اور اُن کا احترام کرتے ہیں۔"

اس کے بعد "الماتا اعلان" میں دولتِ مشترکہ میں شامل جُملہ ریاستوں نے ایک دوسرے کی مساویانہ حاکمانہ حیثیت اور ایک دوسرے کے معاملات میں عدم مداخلت کے اصول کو تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح کہا گیا ہے کہ تمام ریاستیں ایک دوسرے کے خلاف قوّت کے استعمال، قوت کے استعمال کی دھمکی، نیز معاشی یا کسی طرح کا دباؤ ڈالنے سے اجتناب کریں گی۔ تنازعات باہمی گفت و شنید اور بین الاقوامی قانون کے مسلّمہ معیاروں کے مطابق حل کیے جائیں گے۔

"الماتا اعلان" کا متن تیار کرنے والوں کے سامنے یقیناً نگورنو قراباخ، ابخازیا اور رشین فیڈریشن کے اندر آزادی کی طلب گار اقلیتوں کے مسائل رہے ہوں گے تاہم تقریباً ڈیڑھ سال گزر جانے کے باوجود جانی اور مالی نقصانات کے باوجود بین الاقوامی قانون کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ آذر بائی جان اور آرمینیا کی داخلی سیاست میں نگورنو قراباخ کو بنیادی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

آرمینیا کی کامیابی (جنوری ۱۹۹۲ء - اپریل ۱۹۹۳ء)

نگورنو قراباخ کی ارمنی آبادی کو آہستہ آہستہ مسلح کیا جاچکا تھا اور آرمینیا سے چھپ کر آنے والے "قومیت پرست" نگورنو قراباخ میں داخل ہو چکے تھے۔ سابق سوویت یونین کے آخری چند ماہ میں آذر بائی جان نے سوویت امداد کے ساتھ کوشش کی تھی کہ آذر بائی جان - آرمینیا سرحد پر آپریشن کر کے ارمنی قومیت پرستوں کا داخلہ روک دیا جائے مگر آذر بائی جان کو اس سلسلے میں بہت زیادہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی تھی۔

جنوری ۱۹۹۲ء میں صدر آذر بائی جان ایاز مطالیبوف نے نگورنو قراباخ میں صدارتی راج نافذ کر دیا اور نگورنو قراباخ کے دارالحکومت سٹیپناکرٹ میں کارروائی کی جب کہ ارمنی مسلح قومیت پرستوں نے آذر بائی جانی اکثریت کے قصبہ شوشہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ فروری میں دونوں ریاستیں —— آرمینیا اور آذر بائی جان "یورپ میں تعاون اور سلامتی کی کانفرنس" (Conference on Security and Co-operation in Europe) کی رکنیت اختیار کی۔ اس موقعہ پر بین الاقوامی مصالحت کا امکان تھا مگر مطالیبوف نے نگورنو قراباخ کو داخلی مسئلہ قرار دے کر کسی مصالحتی امکان کو مسترد کر دیا۔ تاہم بہتر طور پر مسلح اور منصوبہ بند ارمنی آبادی نے یکے بعد دیگرے کامیابیاں حاصل کیں اور ایاز مطالیبوف کو مارچ ۱۹۹۲ء میں عوامی دباؤ کے تحت منصب صدارت سے علیحدہ ہونا پڑا۔

مئی ۱۹۹۲ء میں ارمنی فوجوں نے آرمینیا کو نگورنو قراباخ سے ملانے والی پٹی لیچن (Lachin) پر قبضہ کر لیا۔ آرمینیا توسیع پسندی کے الزامات کی تردید کے ساتھ اس علاقے کے زیادہ سے زیادہ حصے پر قبضے کی منصوبہ بندی کرتا رہا اور بالاخر اکتوبر میں وہ اس مقصد میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اس عرصے میں "تعاون اور سلامتی کی کانفرنس" کے زیر نگرانی مذاکرات کی داغ بیل ڈالی گئی مگر دونوں ریاستوں میں ایک دوسرے کے لیے خیر سگالی کے جذبات پیدا نہ ہو سکے۔

آرمینیا کی خواہش رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ آذر بائی جانی علاقے پر تسلط جما لے جو نگورنو قراباخ اور آرمینیا کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ مارچ - اپریل ۱۹۹۲ء میں صورت حال یہ ہے کہ آرمینیا کی افواج نے کلبجار اور اس کے گردو نواح کے علاقے پر کسی بڑی مزاحمت کے بغیر قبضہ کر لیا ہے اور اس طرح کامیابی کے مزید قریب پہنچ گیا ہے۔ اس علاقے کو آذر بائی جانی آبادی سے خالی کرنے کے لیے خوف و ہراس پھیلایا جا رہا ہے، ان کے مکانات جلا دیے گئے ہیں، کھڑی فصلیں تباہ کر دی گئی ہیں اور آذر بائی جانی سپاہیوں کے ساتھ معصوم شہریوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔

آرمینیا کی اس "کامیابی" نے آذر بائی جان کی "آزادی" کے لیے خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ آذر بائی جان کے صدر ابوالفیض ایلچی بے نے ہنگامی حالت کا اعلان کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے اپیل کی ہے کہ علاقے میں ایک مشن بھیجا جائے تاکہ ارمنی جارحیت کی تصدیق کر لی جائے۔

آرمینیا کے اس طرزِ عمل کے پیچھے عالمی برادری کا رویّہ بھی ہے جس نے "نگورنو قراباخ" کے مسئلے کو چنداں اہمیت نہ دی اور اگر ایران، ترکی یا رشین فیڈریشن کی جانب سے کوششیں کی گئیں تو انہیں عالمی سطح پر پذیرائی حاصل نہ ہو سکی بلکہ انہیں علاقائی تناظر میں دیکھا گیا۔ اس وقت آرمینیا کی فوجیں بھاری توپ خانے اور ٹینکوں کے ساتھ مزید آذر بائی جانی شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے تیار کھڑی ہیں۔ اس بات کا غالب امکان ہے کہ جنگ کے مزید پھیل جانے کی صورت میں نہ صرف "تعاون اور سلامتی کی کانفرنس" کے زیرِ اہتمام جاری مذاکرات ختم ہو جائیں گے بلکہ آرمینیا اور آذر بائی جان کے ہمسایہ ممالک بھی اس تنازعہ میں ملوّث ہو سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آرمینیا اور نگورنو قراباخ کی بہتر طور پر مسلّح ارمنی آبادی نے آذر بائی جان کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور انہیں فوجی برتری حاصل ہے تاہم اتنا واضح ہے کہ فوجی برتری سے امن قائم نہیں ہو سکتا۔ "مذاکرات" کی کامیابی ہی مسئلے کا حل ہے بشرطیکہ "معاہدہ منسک" اور "الماتا اعلان" کی روح پیشِ نظر رہے۔

حواشی

۱۔ نگورنو قراباخ کو نگورنی قراباخ یا کوہستانی قراباخ بھی کہا گیا ہے۔ اُردو اخبارات اور جرائد میں قبولِ عام کی بنیاد پر ہم نے "نگورنو قراباخ" نام اختیار کیا ہے۔

۲۔ روزنامہ "فرنٹیر پوسٹ" (پشاور)، ۱۳ اپریل ۱۹۹۳ء

۳۔ روزنامہ "ڈان" (کراچی)، ۱۵ اپریل ۱۹۹۳ء

۴۔ روزنامہ "دی نیوز" (اسلام آباد)، یکم مئی ۱۹۹۳ء

۵۔ دیکھیے: "وسطی ایشیا کے مسلمان"، جنوری - فروری ۱۹۹۳ء ص ۵ - ۱۷

۶۔ پہلی عالمی جنگ میں اتحادیوں کے حامیوں پر ظلم و ستم کا پروپیگنڈہ برطانوی خفیہ اداروں کی افسانہ سازی پر مبنی تھا جسے طاقتور برطانوی ذرائع ابلاغ کے ذریعے حقیقت تسلیم کرا لیا گیا۔ اس دور کے پروپیگنڈے کی ایک کہانی یہ تھی کہ جرمنی اتحادیوں کے حامیوں کی لاشیں جلا کر اُن سے چربی حاصل کرتے اور صابن بناتے تھے۔ کہانی بالکل بے بنیاد تھی اور برطانوی پارلیمنٹ میں اس کی قلعی کھل گئی تھی، تاہم "ارمنی قتلِ عام" ایک ایسی کہانی ہے جسے ارمنی آبادی مسلسل زندہ رکھے ہوئے ہے۔ ترک مؤرخین نے ۱۹۱۵ء اور ۱۹۲۳ء کے درمیان ترک - ارمنی تعلقات کو غیر جانبدارانہ تناظر میں بیان کیا ہے۔ ارمنی آبادی کے رہنماؤں نے یورپی طاقتوں کے ایماء پر خلافتِ عثمانیہ کے خلاف ایک نازک موقع پر غدّاری اور دھوکہ دہی سے کام لیا۔ بغاوت کچل دی گئی اور اس واقعہ میں ۲۵ لاکھ ترک اور چار لاکھ ارمنی جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ ایک اندوہ ناک واقعہ تھا مگر اس کی ذمہ داری مکمل طور پر ارمنی آبادی اور

اس کے یورپی سرپرستوں پر عائد ہوتی ہے جنھوں نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا تھا۔ اگر یہ "قتلِ عام" تھا تو اس کا نشانہ ترک تھے نہ کہ ارمنی۔

اس نام نہاد "ارمنی قتلِ عام" سے متعلق بنیادی دستاویزات میں عثمانی ریکارڈ سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ چند سال پہلے اہلِ تحقیق کے لیے کھول دیا گیا ہے اور درحقیقت اس ریکارڈ تک رسائی اس بے بنیاد کہانی کے مقبولِ عام ہوجانے پر ہی ممکن ہو سکی ہے، حالانکہ سیکولر ترکی خلافت عثمانیہ کی دستاویزات کو تاحال بند کیے ہوئے ہے۔ اس ریکارڈ پر کام کرنے والے یہ معلوم کر کے پریشان ہو گئے ہیں کہ ان واقعات سے متعلق برطانوی ریکارڈ آفس میں دستاویزات ایک صدی گزرنے سے پہلے اہلِ تحقیق کے لیے دستیاب نہیں یا سرے سے ضائع کر دی گئی ہیں۔

۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء میں "ارمنی قتلِ عام" کی کہانی لکھنے کی ذمہ داری دو افراد لارڈ برائس (Lord Bryse) اور آرنلڈ ٹائن بی (Arnold Toynbee) کے سپرد کی گئی تھی۔ اول الذکر ترک مخالف تھے اور مؤخرالذکر ایک ذہین اور ابھرتے ہوئے افسر تھے۔ آرنلڈ - جے - ٹائن بی نے ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۶ء میں یہ رپورٹیں تیار کیں۔ The German Terror in France, German Terror in Belgium

لارڈ برائس وہ شخص تھا جس نے ارمنی آبادی کو بغاوت کے لیے آمادہ کیا تھا۔ مارچ ۱۹۱۵ء میں لارڈ برائس نے حکومت برطانیہ کو تجویز کیا تھا کہ برطانوی حکومت زارشاہی سے درخواست کرے کہ وہ خود مختار ارمنی ریاست قائم کرے۔ اس سے ارمنی خوش ہوں گے اور وہ خلافتِ عثمانیہ کے خلاف اتحادیوں کے معاون ثابت ہوں گے۔

لارڈ برائس اور آرنلڈ - جے - ٹائن بی نے ارمنی ذرائع پر مبنی ایک رپورٹ تیار کی۔
The Treatment of the Armenian in the Ottoman Empire, 1915-16.

یہ رپورٹ بعد میں "ارمنی قتلِ عام" پر بنیادی ماخذ بن گئی۔ یہ کتاب برطانوی پروپیگنڈا میں اہم ہتھیار ثابت ہوئی۔ [دورانِ جنگ کے پروپیگنڈے پر خود مغربی اہل قلم نے کئی کتابیں لکھ کر صورت حال واضح کر دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر ایس۔ آر۔ سنیل، The "Great Lie" revisitel: The good yarn that the British weaved. پندرہ روزہ "امپیکٹ" (لندن)، ۲۵ مئی - ۷ جون ۱۹۹۰ء، ص ۱۰-۱۱

۷۔ بحوالہ پندرہ روزہ "امپیکٹ" (لندن)، ۱۴-۲۷ اپریل ۱۹۸۹ء، ص ۹

۸۔ یہ وہ کمیونسٹ تھے جنہیں بالشوزم مخالفوں نے قتل کر دیا تھا اور بالشوزم مخالفوں نے برطانوی تائید کے ساتھ عارضی طور پر اقتدار کا قبضہ حاصل کر لیا تھا۔

۹۔ دیکھیے: حاشیہ نمبر ۶